

اسلامی تاریخ کا ایک بہرہ پریا

مختار بن ابو عبید ثقفی

(از جناب ڈاکٹر خورشید احمد فاروق)

مختار بن ابو عبید ثقفی، اسلامی تاریخ کی ایک عورت شخصیت ہے۔ وہ ایک توحید مند عرب تھا۔ یزید کی تخت نشینی کے بعد جب ملت اسلامیہ کے تقویوں میں ایک نیا اہل آیت آیا تو اُس نے بھی اقتدار کا خواب دیکھا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت اور پھر یزید کی وفات نے اس کے لیے قسمت آزمائی کا میدان کھول دیا۔ وہ وابستگانِ اہل بیت میں سے تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ سے کوڑھ میں رہا ہوا تھا۔ اور یزید کے زمانہ میں نکال دیا گیا تھا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد قصاصِ اہل بیت کا علم اٹھا کر وہ حضرت محمد بن الحنفیہ کی خلافت کا ڈھونگ رچا کر وہ کوڑھ پونچا۔ اٹھارہ مہینے تک کوڑھ اور اس کے ارد گرد اُس کا قبضہ رہا۔ اپنے اقتدار کے لیے اُس نے جو جو جتن کیے ان میں ایک مذہبی بہرہ پ بھی تھا۔

”حضرت عمر کے سرکاری خطوط“ کے مرتب جناب خورشید احمد فاروق نے مختار پر اپنی مختصر کتاب ”قرن اول کا ایک مدبر“ میں مختار کے اس رخ پر

سبھی روشنی ڈالی ہے۔ حال ہی میں اس کتاب کے مطالعہ کا اتفاق ہوا اور اس میں جو چیز سب سے زیادہ قابلِ عبرت نظر آئی ہے، چاہا کہ اس سے استفادہ میں ناظرین الفرقان کو بھی شریک کر لیا جائے۔

مرتب

مختار کو اپنی تعہد برآری کے لیے پردہ نہ تھی کہ اُس کو کیا بنا پڑتا ہے۔ اس کی زندگی کا انداز سبھی اس قسم کی بہرہ پر کے لیے ساڑھا گیا تھا، کیونکہ وہ اپنی روزمرہ زندگی میں ایک سنجیدہ دیندار آدمی کی طرح رہتا تھا۔ وہ ہر اہم موقع پر مسیح الہامی زبان استعمال کرتا اور سامعین کو اپنی لیاقت سے مرعوب کیا کرتا، قبیلہ سے پہلے، قید خانہ کے اندر اور قصر امارت میں داخل ہونے تک بھی اُس نے ایک مکمل الہامی شخص کی سیرت رکھی، محل کے محاصرہ سے پہلے گورنر کی فوج سے جب اُس کا مقابلہ ہوا تو وہ روزہ رکھے ہوئے تھا۔ اُس کی فوج کے کچھ لوگوں میں اس شخص پر گفتگو ہوئی، ایک نے کہا: اسی روزہ نہ رکھتے تو فوج کی کمان زیادہ اچھی طرح کر سکتے، دوسرا بولا: اسی معصوم ہیں اُن کے بارے میں ایسی بات نہ کہو، وہ اچھے بڑے کو تم سے بہتر جانتے ہیں۔ ابن سبا کی تحریک کی بدولت حضرت علی کی غیب دانی اور الہامیت کے بہت سے قصے کوذ کے ضعیفوں اور ضعیف الاعتقاد موالی میں مشہور ہو گئے تھے، مثلاً صفین کو جلتے ہوئے میدان کربلا میں حضرت حسین سے اُن کی یہ پیش گوئی کہ اس جگہ اہل بیت مارے جائیں گے، پاکستان والے خاندان کے بارے میں اُن کی پیش گوئی اور نبرد ان کی جنگ میں اُس کا پورا ہونا، مختار نے حضرت علی کے اس کردار کی نقالی کی، وہ بلند آہنگی سے مجمع میں مستقبل کے بارے میں پیش گوئیاں کرتا اور اپنے متبعین یا مخصوص غلاموں اور موالی کو اُن کے ذریعہ خوشحال اور کامرانی کی بشارتیں دیتا اور اُن کے دلوں کو گرماتا۔

بہرہ پر میں تو سلیح

جب اس کو حکومت حاصل ہوئی اور کوذ، شام اور حجاز میں دشمن سر اٹھانے لگے تو اس کو اپنا بہرہ پر بڑھانا پڑا، دشمن کے مقابلہ میں اپنی فوجوں کا جو صلہ بڑھانے یا ان کی

اخلاقی توانائی برقرار رکھنے کے لیے وہ ظاہر کرتا کہ موقوف الاثمان تو تیں اس کی تابان ہیں جیسی ڈیوٹ
 وہ ناقابل تسخیر ہے۔ اس کی روحانی نظرات میں تیز ہے کہ غیب کے پردوں کو چیر کر مستقبل تک پہنچ
 جاتی ہے۔ وہ کاہن کے درجہ سے ترقی کر کے نبی کے درجہ تک پہنچ گیا، اور اگرچہ اس نے اپنی
 نبوت کا کبھی بڑا اعلان نہیں کیا وہ ہر نفسیاتی موقع پر ایسی تقریریں اور باتیں خوب کیا کرتا
 جو اس کی غیب دانی پر دلالت کرتیں بعض راویوں نے ٹا اس بات کی بھی تصریح کی ہے کہ وہ
 اپنی لڑکی کے سر پر ہاتھ پھیر کر کہتا: صلی اللہ علیٰ عیسیٰ بن مریم، اس رمز کی تشریح کرتے ہوئے
 اس کے ایک راہزنے بتایا کہ وہ کہتا ہے کہ میری لڑکی کسکا اہل مریم سے ہوا سہا جائیگی۔

ایک کرسی

اس بہرہ میں ایک کرسی بہت کام آئی۔ حضرت علی کی بہن کے پوتے کا بیان ہے
 کہ میرے پاس خروج نہ رہا تھا اور مجھے بد پیہ کی سخت ضرورت تھی، میں ایک دن گھر سے
 نکلا تو اپنے پڑوسی تیلی کے ہاں ایک کرسی دکھی جس پر سیل کھیل جا ہوا تھا، میں نے دل میں
 کہا کیوں نہ اس کے پاس میں محتار سے جا کر کوئی چال چلیں! میں گھر لوٹا اور تیلی کے گھر
 سے کرسی منگوائی، پھر محتار کے پاس گیا اور کہا: میں ایک بات آپ سے چھپاتا رہا ہوں
 لیکن اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اس سے باخبر کر دوں، محتار نے پوچھا وہ بات
 کیا ہے، تو میں نے کہا: میرے پاس ایک کرسی ہے جس پر جعدہ بن ہبیرہ درادی کے
 والد اور حضرت علی کے بھانجے بیٹھا کرتے تھے، لوگ کہتے ہیں کہ اس میں حضرت علی کا
 غیبی اور روحانی علم حلول کر گیا ہے۔ محتار نے کہا حیرت ہے تم آج تک اتنی اہم بات
 چھپاتے رہے، اس کو ابھی منگو او، ابھی منگو او۔ کرسی لائی گئی، اس کو دھویا جا چکا تھا،
 سیل کھیل کے بیچے کی لکڑی تیل پینے سے خوب چمکدار ہو گئی تھی، اس پر کپڑا ڈال دیا گیا،
 محتار نے مجھے چھ ہزار روپے کا عطیہ دیا اور جامع مسجد میں کرسی رکھوا کر تقریر کی کچھلی

تو میں کوئی بات ایسی نہیں ہوئی جس کی نظیر ہمارے ہاں نہ موجود ہو، ہوا اسرائیل کے ہاں تابوت تھا جس میں آلِ موسیٰ و ہارون کا باقی ماندہ علمِ صلوات لکھا تھا، ہمارے یہاں یہ کرسی تابوت کی طرح ہے۔ یہ کہہ کر اس نے کرسی کا غلاف ہٹانے کا حکم دیا، جب کرسی کھلی تو سبائی ذہنیت کے لوگوں نے کھڑے ہو کر نہایت عقیدت سے ہاتھ اٹھا کر مین بائرجیریں کہیں، کرسی پر رشیم کا غلاف چڑھا دیا گیا، وہ ایک مقدس ادارہ بن گئی، مختار کے بعض مقرب اس کے مجاہد ہو گئے۔ مشہور صحابی ابو موسیٰ اشعری کے صاحبزادے، اس کے ناظم اور مقرب ہوئے، یہ کرسی غیبی قوتوں کی سرچشمہ تھی اس کا طوفان کیا جاتا، ہر خطرہ اور مصیبت میں اس سے مدد مانگی جاتی، پانی اس کی معرفت برسا دیا جاتا، جنگ میں اس سے نصرت طلب کی جاتی، جب مختار کی فوجیں لڑنے نکلتیں تو آگے آگے کوئٹہ سے کچھ دور تک ایک بھورے بچے پر یہ کرسی جاتی، اس کے دائیں بائیں مجاہد بڑے احترام سے اس کو پکڑتے ہوئے چلتے، شہر سے کچھ دور نکل کر لوگ اس کے سامنے کھڑے ہوتے اور اس کی طرف ہاتھ پھیلا کر گرا گرتے اور دعائیں مانگتے اور اس کو خدا کی طرح مخاطب کرتے، ان مراسم کے بعد فوج آگے بڑھ جاتی اور کرسی کو پورے احترام کے ساتھ کوئٹہ واپس پہنچا دیا جاتا۔ کرسی کے نکلنے کے بعد مختار کی پہلی جنگ شام کی فوجوں سے ہوئی جو ابن زیاد کی قیادت میں عراق پر چڑھی آ رہی تھیں، مختار کی فوج کرسی سے استعانت لے کر گئی تھی، اتفاق کی بات کہ جنگ میں شامیوں کو شکست ہوئی اور ان کے بہت سے آدمی مارے گئے، اس واقعے نے شیعوں کو کرسی کی کورمت

لے تا تاریخ الامم، ۱۴۱/۱۔

تلف بعض مؤرخوں نے کرسی کا قصہ دوسرے انداز سے پیش کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ مختار نے کوئٹہ پر قابض ہونے کے بعد ایک دن جعدہ بن ہبیرہ (حضرت علی کے بھانجے) کے لڑکوں سے کہا: علی ابن ابی طالب کی کرسی مجھے لا کر دو۔ انھوں نے کرسی کے بائیں سے لاطینی فاہر کی، مختار بولا: حماقت نہ دکھاؤ، کرسی لا کر دو، اس امر سے لڑکوں نے تینوں نکالا کہ وہ محض کرسی چاہتا ہے، اور جو کرسی بھی اس کو لا کر دی جائے گی وہ قبول کرے گا۔ چنانچہ انھوں نے ایک کرسی لا کر دی، اور کہا کہ یہ وہی کرسی ہے جس پر حضرت علی بیٹھا کرتے تھے۔

سے انساب الاشراف - ۲۲۲/۵۔

تاریخ الامم، ۱۴۱/۱۔

کا ہند کو ہنگ متفقہ کر دیا، بعض اعیان شہر نے احتجاج کیا تو کسی چھپا دی گئی لیکن بلاذری کے رپورٹ
کہتے ہیں کہ مختار کے ساتھی اس کے قتل تک کہ سما سے رجوع کرتے رہے۔“

جبرئیل اور میکائیل

ایک بڑے عرب کا بیان ہے کہ میں مختار سے ملے گیا تو دیکھے اس کے سامنے رکھے تھے مجھے دیکھ
کہ اس نے غلام کو آواز دی اور میرے لیے تکبیر منگوایا، میں نے پوچھا یہ تکبیر کس کے لیے ہیں تو عرض دیا:
ایک سے ابھی جبرئیل اور دوسرے سے میکائیل اللہ کو گئے ہیں۔

میدان جنگ میں فرشتے

مختار کے خلاف غیر شیعہ اکابر کو ذبح کی بغاوت کے بعد..... ایک مجرم قید ہو گیا اور
مختار کو خوش کرنے کے لیے کہنے لگا: اہل کوفہ سے آپ کی لڑائی کے دوران میں نے دیکھا کہ فرشتے
ابلق گھوڑوں پر آپ کی طرف سے لڑ رہے ہیں۔“ مختار واقعی مسرور ہوا اور اس نے مجرم کو حکم دیا کہ
مسجد میں جا کر لوگوں کو اپنے تجربہ سے آگاہ کرے، اس انگشتان سے حامیان اہل بیت کے دلوں
میں مختار کی عظمت اور زیادہ بڑھ گئی، مجرم کو معاف کر دیا گیا۔

عرب غیر عرب مختار کی غیب دانی کے قائل

امام شعبی نے ایک دلچسپ واقعہ بیان کیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ غیر عرب ہی نہیں
بلکہ عرب بھی مختار کو غیب داں سمجھتے تھے، مختار کی فوجیں ابراہیم بن اشتر کی کمان میں عبید اللہ
بن زیاد سے لڑنے گئی ہوئی تھیں، شہر میں یہ افواہ مشہور ہوئی کہ ابراہیم مارا گیا اور عبید اللہ فتح کا
جھنڈا لہراتا ہوا کوفہ کی طرف چلا آیا ہے۔ مختار نے فوراً اسے تیار کیے اور عبید اللہ سے لڑنے

نکلوا۔ اس کی فوج سستانے اور رسد لینے مدائن میں خیمہ زن ہوئی۔ شعبی کہتے ہیں کہ ایک دن مختار اپنی تقریر میں ہمیں تلقین کر رہا تھا کہ ہم دشمن کا بہادری سے مقابلہ کریں اور اہل بیت کے خون کا انتقام لیں کہ اس کو شامیوں کی شکست اور عبید اللہ کے قتل کی خبر موصول ہوئی، مختار نے باغ باغ ہو کر مسات سے کہا: خدایٰ فوجدارو کیا میں نے تم کو پہلے ہی اس فتح کی بشارت نہیں دے دی تھی، سب نے عقیدت اور جوش سے اقرار کیا، اس وقت قبیلہ ہمدان کا ایک شخص جو میرے پاس بیٹھا تھا بولا، شعبی اب بھی تم کو یقین نہیں آیا؟ میں نے پوچھا کس بات کا؟ ہمدانی عرب۔ ”مختار کی غیب دانی کا۔“ میں نے کہا: میں تو ہرگز باور نہیں کر سکتا، ہمدانی عرب۔ کیا انھوں نے پیشین گوئی نہیں کی تھی کہ شامی ہاریں گے، میں نے کہا: انھوں نے تو کہا تھا شامیوں کو نصیبین (جزیرہ کا شہر) میں شکست ہوگی، اور شکست ہوئی ہے۔ ان کو خازر (ضلع موصل) میں! وہ عرب کھسیا کر کہنے لگا: بخدا تم اس وقت تک ایمان نہ لاؤ گے جب تک تم پر عذاب الیم نازل نہ ہوگا، یہ واقعہ ۶۷ھ کا ہے جب مختار کا آفتاب اقبال نصف النہار پر تھا۔

سعودی لکھتا ہے: کونہ میں مختار کی طاقت اور اس کے متبعین کی تعداد خوب بڑھ گئی۔ بہت سے لوگ اس کی تحریک میں داخل ہو گئے، وہ لوگوں کو ان کے عقیدہ اور رجحان کے مطابق دعوت دیتا، کچھ لوگوں سے کہتا کہ محمد بن تنفیہ امام ہیں اور میں ان کی خلافت کی مہم چلانے پر مامور ہوں۔ اور کچھ لوگوں پر ظاہر کرتا کہ میرے ادھر دھجی آتی ہے اور جبرئیل مجھے غیب کی باتیں بتاتا ہے۔“

مختار کا ایک خطبہ

بلاذری نے اناب الاشراف میں مختار کے متعدد تفضی خطبے بیان کیے ہیں جو قرآنی یا الہامی اسلوب میں ہیں، جن کو وہ نفسیاتی موقعوں پر اپنے متبعین یا مخالفین کو مرعوب

نے تاریخ الامم ۱۴۱/۵ و اناب الاشراف ۲۵۰/۵ سے مردع الذہب سعودی مصری حاشیہ

تاریخ کامل ابن اثیر ۱۵۶/۶ نیز کتاب المعارف ابن قتیبہ مصری ۱۹۳۲ء ص ۱۷۴

درد جوش کرنے کے لیے دیا کرتا تھا، ان میں سے ایک خطبہ جس میں اس نے اپنی رد عملی پوزیشن کی وضاحت بھی کی ہے، یہاں پیش کیا جاتا ہے:

”قسم ہے بدمین کے رب کی اور طور سینین کی ٹوست کی، میں کینے شاعر کو قتل کر کے رہوں گا جس کا نام اعشیٰ ناعطین ہے، جو جلولا سے پکڑی ہوئی باندی کا لڑکا ہے، جس پر میں نے احسان کیا لیکن جس نے احسان فراموشی کی پہلے میری پیروی کی پھر بے وفائی برتی، کل پھار ڈکراس کو ذبح کیا جائے گا، پھر وہ جہنم رسید ہوگا اور عذاب اکبر کا مزہ چکھے گا، تباہ ہو ابن ہمام لعین جس کا تعلق نبوا سے ہے جو شیطانوں کے دوست ہیں اور کافروں کے احباب، جنہوں نے میری طرف جھوٹی باتیں منسوب کی ہیں اور میرے اوپر بے ہودہ بہتان لگائے ہیں، جنہوں نے مجھے کذاب کا لقب دیا ہے حالانکہ میں سچا آدمی ہوں جس کی صداقت کی شہادت دی جا چکی ہے، وہ مجھے کابن کہتے ہیں حالانکہ میں بڑے بھلے میں بڑا تیز کرنے والا ہوں اور صاحب کرامات ہوں۔“ وَ رَبِّ الْبَلَدِ الْأَمِينِ وَ حَرَمَةِ طُورِ سَيْنِينَ لَا قُتِلَنَّ الشَّاعِرُ الْهَجِينُ أَعْشَى النَّاعِطِينَ وَ سُوءِ بَرَقِ الْبَارِقِينَ ابْنِ الْأَمَةِ مِنْ جَلُولَاءِ خَانِقِينَ الذَّمِّي مَنْنَتْ عَلَيْهِ فَكَفَرُوا وَ تَابَعَنِي فَغَدَّرَ وَ غَدًّا يَلْقَى قَتِيخَرَ ثُمَّ يَصِيرُ إِلَى سَعْرِ فَيَذُوقُ فِيهَا الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ، وَ دِيلُ ابْنِ هَمَّامِ اللَّعِينِ وَ أُخَى الْأَسَدِيِّينَ أَوْلِيَاءِ الشَّيَاطِينِ وَ إِخْوَانِ الْكَافِرِينَ الَّذِينَ قَرَفُوا عَلَيَّ الْأَبَاطِيلَ وَ تَقَوُّوا عَلَيَّ الْإِقَاوِيلَ فَسَمَوْنِي كَذَّابًا وَ أَنَا الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ وَ كَاهِنًا وَ أَنَا الْعَجِيبُ الْفَارُوقُ؛

اعشیٰ ہجان کو ذکا ممتاز شاعر تھا، جس کی شاعری ہجو اور اتقہ نگاری کے لیے مشہور ہے، امام شعبی اس کے بہنوئی تھے، اس کا شمار کوز کے فقہاء اور قرائم میں ہوتا تھا لیکن جب قرآن اور فقہ سے اس کی تمنائیں پوری نہ ہوئیں تو وہ شاعر ہو گیا، اور ابجو و تعریف کے ذریعہ عزت، دولت اور رسوخ حاصل کیا، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شروع شروع میں وہ مختار کا متروک تھا لیکن بعد میں

کسی وجہ سے ناراض ہو گیا اور اس کے بہرہ پر کاشتر میں مذاق اڑانے لگا اور غالی ابو الفرج صنفی
مصر ۱۲۶/۵

ابن ہمام سلولی بھی کوڈ کا شاعر تھا جس کی وفاداریاں عثمان غنی اور ان کے خاندان سے
دابتہ تھیں پھر وہ ابن ذبیر کا وفادار ہو گیا اور جب کوڈہ میں ابن ذبیر کی حکومت ختم ہوئی اور
مختار کا ستارہ چمکا تو اس نے مختار کی مدح میں قصیدہ لکھا اور انعام حاصل کیا، لیکن حمایت
اہل بیت کی ایک جماعت اس کو منافق اور عثمانی ہی سمجھتی رہی اور اس کو آتاتایا کہ وہ بھاگ
گیا اور مختار اور اس کے متبعین کی ہجو کی 'انساب الاشراف ۵/۲۲۹'۔

اپنے بارے میں مختار کا اعتراف۔

اس بات کا سب سے بڑا ثبوت کہ مختار ایمان داری سے نہ تو خود کو نبی سمجھتا تھا اور نہ کہین
بلکہ اپنی مقصد بر آری کے لیے اور اپنے متبعین کی متلون مزاجی اور عدم اعتمادی کے پیش نظر
کبھی اس کو کہیں 'کبھی غیب داں' اور کبھی نبی کا روپ بھرنے والا اس کا وہ اعتراف ہے جو مرنے
سے کچھ پہلے اس نے اپنے مقرب سے کیا یہ وہ موقع تھا جب مصعب بن زبیر مدینہ اور ابن
ذبیر کی فوجیں اس کے محل کا گھیرا ڈالے تھیں، اس کے اقبال کا آفتاب غروب ہو رہا تھا،
اس کے بہرہ پر کا پول کھل چکا تھا، اس کے ساتھیوں کے جوہلے پست ہو چکے تھے اور
ان کا دل جنگ و قتال سے اُچاٹ ہو چکا تھا، ایک ماہ سے زیادہ انتظار کرنے کے بعد بھی
جب ان کا مجرورہ ٹوٹا تو مختار اپنے جانثاروں کی ایک ٹولی کے ساتھ محل سے نکلا اور اپنے ایک
مقرب سے جس کا نام سائب تھا کہنے لگا: کہو کیا رائے ہے؟ سائب: صوابید تو آپ کی
ہے، آپ اپنی رائے بتائیے، مختار: صوابید میری یا خدا کی؟ اسے اس حق میری حقیقت
اس سے زیادہ نہیں کہ میں ایک بڑا عرب ہوں، میں نے دیکھا کہ ابن ذبیر مجاہد پر قابض ہو
گئے۔ مردان شام پر نجدہ (خارجی لیڈر) یا ماہ پر امیں کسی سے کم نہ تھا میں نے ادھر
کے علاقوں پر قبضہ کر لیا، اور ان کی طرح اقتدار حاصل کیا، ہاں یہ ضرور ہے کہ میں نے
اہل بیت کے انتقام کا بیڑا اٹھا یا جب کہ دوسرے عرب ادھر سے غافل تھے اور ان
کے قتل کرنے والوں کو فت کے گھاٹ اتار دیا۔ (تاریخ خلاصہ ۱۳۶۵ھ)